مرتب :- مولانا عبدالغنی صاحب (بہاولپور)

حضرت علامہ سید شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کی عظمت عظمت والوں کی نظر میں

حضرت علامہ سید شمس الحق افغانی نوراللہ مرقدہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ برصغیر کے اہم علماء کرام (المتوفی ۱۴۰۳ھ ۔ ۱۹۸۳ء) میں ان کا شمار ہوتا ہے ۔ آپ خاتم المحدثین شیخ العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (المتوفی ۱۳۵۲ھ ۔ ۱۹۳۴ء) کے خاص شاگرد تھے جن کے متعلق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا (اسلام کی ادھر کی پانچ سوسالہ تاریخ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے) ۔ حضرت علامہ سید شمس الحق افغانیؒ ، حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید ہی نہ تھے بلکہ ان کی وفات کے بعد ان کے قائم کردہ ادارہ (جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے ان کے مسند نشین بھی رہے اور اس عظیم منصب پر حضرت افغانیؒ کو ان کے استاد شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (۱۳۶۹ھ ۱۹۴۹ء) نے فائز فرمایا تھا ۔

نام ونسب :- حضرت علامہ سید شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ سید جلال الدین حیدرؒ کی اولاد سے ہیں جن کا سلسلہ اعجاز الحق قدوسی کی کتاب (صوفیاء پنجاب) کے ص ۵۵۱ پر درج ہے ۔ نسب یہ ہے ۔ سید شمس الحق ابن سید غلام حیدر ابن سید عالم خان ابن سید سعداللہ خان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ آپؒ کے والد حضرت سید غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ کے شاگرد تھے ۔ انہوں نے ۱۰۹ سال عمر پائی ۔ آپکے پردادا حضرت مولانا سید سعداللہ رحمہ اللہ یہ حضرت سید احمد بریلی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے اور بالاکوٹ کے مشہور معرکہ میں انہوں نے شہادت پائی ۔

تحصیل علم :- سب سے پہلے اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا سید غلام حیدرؒ سے ابتدائی اور وسطانی کتب کی تکمیل کی ۔ اس کے بعد سرحد اور افغانستان کے مشاہیر علماء کرام سے تمام علوم وفنون نقلیہ وعقلیہ کی تکمیل کی ۔ بعدازاں منبع علوم ومعارف دارالعلوم دیوبند میں امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے دورہ حدیث کی تکمیل کی ۔

تدریس :- آپؒ کا تدریسی سلسلہ خاصہ وسیع ہے جسے انتہائی مختصر تحریر کرتا ہوں۔
() حصول تعلیم کے فارغ ہونکے ساتھ ہی آپ کو دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات سرانجام دینے پر مامور کیا گیا۔ () بحیثیت شیخ التفسیر علوم قرآنی کی تعلیم دیتے رہے۔ () بعدازاں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے کام کیا۔ () سندھ کے علاقے میں کافی عرصہ تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

تبلیغ ومناظرہ :- ابھی آپؒ دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے تھے کہ آپ کو مناظرہ اور تبلیغی خدمات سونپ دی گئیں۔ آپؒ نے وعظ ونصائح اور مناظروں کے ذریعے ہرباطل تحریک کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کچل کر رکھ دیا۔ خصوصاً شردمانند کی مشہور شدھی تحریک کو اس طرح نیست ونابود کیا کہ اس کا نام تک باقی نہ رہا۔ دارالعلوم دیوبند کے علماء کرام نے آپکی قیادت میں علماء کرام کا وفد شدھی تحریک سے نمٹنے کیلئے روانہ کیا۔ آپؒ نے متعدد مناظروں میں اس تحریک کے سرکردہ پنڈتوں کو بری طرح شکست دی اور ماشاء اللہ کافی تعداد میں ہندو حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ کچھ پنڈت بھی مسلمان ہوئے۔ (ہمارے ہاں بہاولپور میں ایک بزرگ حاجی محمد قاسم صاحب مدظلہ بقیہ حیات ہیں جو مناظروں کا آنکھوں دیکھا حال سنایا کرتے ہیں۔

بیعت وارشاد :- آپؒ تین سلسلوں میں بیعت وارشاد کے مجاز تھے۔ (مختصرا)

تصنیف وتالیف :- باوجود کافی مصروفیتوں اور مختلف امراض کے کافی تصانیف ہیں جن سے ہرعام واقف ہے۔ (مختصرا)۔

وعظ ونصیحت :- آپؒ کی مادری زبان تو پشتو ہے مگر فصیح اردو کے علاوہ عربی، فارسی، بلوچی، سندھی اور ہندی زبانوں میں فی البدیہہ تقریر پر قدرت رکھتے تھے۔

وزیر معارف الشرعیہ بلوچستان قلات :- نواب آف قلات احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ علم دوست اور مذہبی آدمی تھے۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند سے درخواست دی کہ مجھے اسلامی منشور دیا جائے تاکہ میں اپنی ریاست میں اسلامی نظام رائج کروں۔ جو منشور حضرت علامہ افغانیؒ نے ہی تحریر کیا۔ جب والی قلات نے وہ منشور پڑھا تو کہنے لگے کہ جس عالم دین نے یہ منشور لکھا ہے انہیں مجھے دیں میں اپنی ریاست کا نظام انھیں سپرد کرتا ہوں تو تقریباً گیارہ سال حضرت افغانیؒ نے ریاست قلات میں اسلامی قانون کے تحت نظام چلایا۔ ماشاء اللہ ابتک بھی ریاست قلات کی عدالتوں میں حضرت افغانیؒ کی کتاب (المعین القضاۃ) اور شرعی ضابطہ دیوانی حیات) سرکاری طور پر قاضی صاحبان کو دیجاتی ہیں۔

وزرات سے استعفیٰ :- ۱۹۵۶ء تک وزارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے پھر جب ون یونٹ بنا تو اس لئے استعفیٰ دیا کہ اب بلوچستان کی آخری عدالت جس کے انچارج حضرت افغانیؒ تھے وہ لاہور ہائی کورٹ کے ماتحت ہوگئی تو یوں حضرت افغانیؒ کے صادر کردہ شرعی فیصلوں کو قانوناً چیلنج کیا جاسکتا تھا تو اس پر حضرت افغانیؒ نے فرمایا کہ یہ شرعی وقار کے خلاف ہے کہ رسول اکرمؐ کی شریعت کے صادر کئے ہوئے فیصلوں پر ان غیرعالم دین کو حق اپیل دیا جائے ۔ اس لئے آپؒ نے استعفیٰ دیدیا ۔ گورنر امیرمحمد خانؒ نواب آف کالاباغ نے بہاولپور تار بھیجا کہ گورنمنٹ آپکو چارمربع زمین ریاست قلات کی گیارہ سالہ ملازمت کے سلسلہ میں دینا چاہتی ہے ملک پاکستان میں جس جگہ تجویز فرما دیا مطلع کریں تاکہ وہ آپ کے نام کردیجائے ۔ ڈاکٹر نیاز احمد مرحوم حضرت کے عقیدت مندوں میں سے تھے ۔ سنٹر جیل بہاولپور میں ملازم تھے ۔ ان کی محنت وکاوش سے لیاقت پور کے علاقے میں زمین تلاش کرلی گئی ۔ جب ہم نے درخواست تیار کی زمین کے نمبر وغیرہ سب مکمل کرلئے اب درخواست حضرت افغانیؒ کو پیش کی کہ دستخط فرما دیں تو حضرت افغانیؒ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے ؟ ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو حضرت جیؒ نے یہ فرماتے ہوئے دستخط کرنے سے انکار کردیا (کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا علم دیا ہے اور میں ان دنیاداروں سے درخواست کروں) اگر میرا حق سمجھتے ہیں تو خود دیں میں درخواست نہیں دیتا ۔ نہ دینا تھی اور نہ ہی دی ۔

قیام بہاولپور :- حضرت افغانی نوراللہ مرقدہ کی ذات گرامی کی محاسن اور خوبیاں بیان کرنے کے لیے وقت اور دفتر درکار ہیں اور پھر مجھ جیسا بے علم و عمل نالائق کی کیا مجال مگر آپکے دس سالہ دور قیام بہاولپور میں کچھ سنا اور کچھ دیکھا تو جی چاہا کہ حضرت افغانیؒ کی برسی ۱۵ اگست ۱۹۹۷ء کے موقعہ پر مختصر سا مضمون تحریر کرکے سعادت حاصل کرلوں ۔

حضرت علامہ افغانیؒ غالباً مئی ۱۹۶۳ء کو بہاولپور میں تشریف لائے ۔ جامعہ اسلامیہ حال " اسلامیہ یونیورسٹی " میں اولاً شیخ التفسیر وبعدہ رئیس الجامعہ کے منصب پرفائز تھے ۔ اس منصب کو حضرتؒ کے علم نے چارچاند لگائے ۔ بہاولپور کا ماحول قدرتی طورپر سادہ، مذہبی اور علم دوست ہے چند ہی دنوں میں ایسی شہرت ہوئی کہ ہر مسلک کا خواندہ اور ناخواندہ شخص آپؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ۔

گھرپر مجلس :- تو حضرت جیؒ نے لوگوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے روزانہ بعدنماز عصر تا نماز مغرب اپنے مکان پر عوام الناس کو وقت دیا ۔ حضرت جیؒ اگر کہیں مضافات بہاولپور میں تشریف

لیجاتے تو اس وقت پر واپس آنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تاکہ آنیوالے صاحبان کو پریشانی نہ ہو۔ حضرت افغانیؒ نے اپنے قیام بہاولپور کے دس سالہ دور میں پابندی سے یہ وقت لوگوں کو دیا۔ اگر حضرت جیؒ کو کوئی تکلیف مثلاً بخار وغیرہ ہوتا تو بھی لوگوں کو یہ وقت دیتے۔ رمضان شریف میں تو آپؒ کے ہاں افطاری کا پرتکلف انتظام ہوتا۔ بعض اوقات اگر کوئی پابندی سے آنیوالا شخص حاضر نہ ہوسکتا تو خوردونوش کی اشیاء اسکے گھر پہنچواتے۔ اس مجلس میں خواندہ اور ناخواندہ کے علاوہ علماء کرام، شیوخ عظام اور تحصیلدار صاحب سے لیکر کمشنر صاحب اور میجر صاحبان سے لیکر بریگیڈیر صاحب تک اکثروبیشتر حاضر ہوتے رہتے۔ مجلس میں ہر قسم کے علمی سوالات کئے جاتے تو آپؒ ایک ایک سوال کا تفصیل سے جواب دیتے۔ کبھی بزرگان دین کے واقعات سنادیتے۔ کبھی کسی حدیث یا آیت کی تشریح فرماتے۔ اور کبھی تصوف اور منازل سلوک پر گفتگو ہوتی اور کبھی اورادووظائف بیان فرماکر لوگوں کی اصلاح کرتے۔ لوگ اس وقت کا بیتابی سے انتظار کرتے۔ ہم نے حضرت جیؒ کی مجلس میں دنیا کی بات کبھی نہ سنی بس موت، قبر، آخرت اور جنت و جہنم کا ذکر ہوتا۔

حضرت جیؒ کی وجہ سے کافی تعداد میں ایسے علماء کرام نے جامعہ اسلامیہ میں بحیثیت طالبعلم کے داخلہ لیا جو خود درسگاہوں میں بیس سال سے کم وبیش تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ان میں کچھ حضرات کے اسماء گرامی مجھے اب بھی یاد ہیں۔ حضرت حافظ میاں محمد صاحب، غالباً ہانبی شریف سے ان کا تعلق تھا۔ لاہور سے حضرت مفتی صاحب نوراللہ مرقدہ کے دو صاحبزادے صاحبان تھے۔ حضرت مولانا حافظ عبدالرحیم مرحوم اور حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب مدظلہ اور مولانا محمد الیاس مرحوم اور مولانا علی اصغر عباسی مدظلہ بھی لاہور سے تعلق رکھتے تھے۔

توسیعی پروگرام:۔ رئیس الجامعہ حامد حسن بلگرامی صاحب نے آپکے اور دیگر علماء کرام کے فیوض وبرکات عوام الناس تک پہنچانے کیلئے ہفتہ وار ایک توسیعی پروگرام شروع کیا۔ یہ پروگرام اتوار کو ہوتا جس میں عوام الناس سے لیکر ہر طبقہ کے دانشور، پروفیسر اور ججز صاحبان شریک ہوتے۔ آخری تقریر حضرت جیؒ کی ہوتی تھی پھر سارا ہفتہ ہر جگہ اس تقریر کا چرچا رہتا کہ حضرتؒ نے یوں فرمایا وغیرہ۔

درس بیضاوی شریف:۔ حضرت افغانیؒ جامعہ اسلامیہ میں بیضاوی شریف پڑھاتے تھے۔ اس درس میں علماء کرام و دیگر حضرات پابندی سے حاضر ہوتے۔ علماء کرام کو تو حضرت جیؒ اپنے ساتھ بٹھاتے باقی صاحبان کو طلباء سے پیچھے بیٹھنے کی اجازت تھی۔ وزیر تعلیم یٰسین وٹو صاحب اور غالباً چیف سیکرٹری مسعود صاحب بھی طلباء سے پیچھے بیٹھے۔ دارالعلوم دیوبند میں بھی یہی طریقہ کار ہے۔

طوالت سے بھی بچنا چاہتا ہوں مگر ایک واقعہ کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ چیف سیکرٹری اوقاف مسعود صاحب کو ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی صاحب حضرت جیؒ کے کمرے میں ایک ضروری بات ذکر کرنے کیلئے لے آئے۔ وہ بات یہ تھی کہ چیف صاحب نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ نصاب میں سے شرح ملاجامیؒ کی جگہ النحوالواضح رکھی جائے۔ بس حضرت جیؒ نے جب یہ سنا تو غصے سے آپؒ کا چہرہ سرخ ہوگیا اپنے مخصوص انداز میں حضرت جیؒ نے اپنے چہرہ پر ہاتھ پھرتے ہوئے فرمایا ہاں اپنی کھوپڑی سے بھوسہ نکال کر دیکھو تو پھر آپ کو شرح جامی کا مقام معلوم ہوگا۔

طریقہ تدریس:- حضرت جیؒ کا طریقہ تدریس بھی عجیب انداز کا تھا کہ سبق کے لحاظ سے کوئی قاری صاحب تلاوت کرتا جسے حضرت جیؒ غور سے سنتے اسکے بعد ایک طالب علم سے پوچھتے کیا چل رہا تھا۔ وہ طالبعلم ابھی پہلا لفظ منہ سے نکالتا ہی تھا کہ آپؒ فرماتے بس اور اس سے معاً حضرتؒ بیان شروع کر دیتے۔

درس قرآن:- شہر کے علماء کرام اور عوام کی خواہش پر آپؒ ہفتہ میں دو دن جمعہ اور اتوار کو قرآن شریف کا درس دیتے۔ یہ درس پہلے مسجد فاروقیہ ماڈل ٹاؤن بی میں اور بعدازاں بہاولپور کی شاہی مسجد میں بیان کیا جاتا تھا۔ ایک گھنٹہ درس ہوتا، اس درس میں بھی ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوتے اور دیگر شہروں میں سے بھی پابندی سے لوگ آتے۔ آپؒ نے یہ درس قرآن مجید دس سال بغیر کسی معاوضہ لئے بیان فرمایا۔ جج فاروقیؒ صاحب یہ لاہور بینچ میں بہاولپور آئے ہوئے تھے یہ (غیر مقلد) تھے یہ جج صاحبؒ بھی درس میں پابندی سے حاضر ہوتے۔ اتفاق سے ان دنوں درس بھی ضرورت تقلید پر تھے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان بیان کیجاتی چونکہ میں درس قلمبند کیا کرتا تھا یہ جج صاحبؒ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے یہ آبدیدہ بھی ہوتے اور باآواز بلند بار بار کہتے کہ حقیقت بیان ہورہی ہے۔ دو درس ابھی تقلید پر دینا باقی تھے کہ یہ جج صاحب لاہور تشریف لے گئے مگر آپ ہوائی جہاز کے ذریعہ ملتان اور پھر عدالت عالیہ کی سبز رنگ کی بہت بڑی گاڑی غالباً لینڈ روور میں بیٹھ کر بہاول پور آتے اور اپنے بقیہ درس مکمل کئے۔ یہ جج صاحب بھٹو صاحب کے آخری کیس میں بینچ میں تھے اور انہی جج صاحب نے ضیاء الحقؒ کے دریافت کرنے پر (کہ ملک میں کوئی آدمی ہے ؟) بتایا کہ ہاں صرف ایک آدمی ہے علامہ سید شمس الحق افغانیؒ، اس درس میں بھی حضرت افغانیؒ کا یہی طریقہ تھا کہ قاری صاحب پہلے چند آیات تلاوت کرتے بعد ازاں حضرتؒ ہم سے پوچھتے کیا بیان چل رہا تھا بس ہم ابھی پہلا ہی لفظ منہ سے نکالتے کہ حضرتؒ بیان شروع فرمادیتے۔ یہی سلسلہ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۳ء تک دس سال رہا۔

علمیت :- حضرت علامہ افغانیؒ کی علمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ آپؒ نے اس دس سالہ دور میں تعوذو تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے چار رکوع کا درس دیا ایک گھنٹہ درس بیان کرتے کبھی گھنٹے سے زائد بھی ہوجاتا تھا۔ الحمدللہ یہ سب دروس بندہ نے قلمبند کئے تھے۔ ان دس کی تعداد تقریباً پانچ سو تک بنتی ہے۔

دروس القرآن الحکیم :- دروس القرآن، کے نام سے یہ دروس طباعت ہورہے ہیں۔ پہلی دو جلدیں صرف تعوذاور تسمیہ کی ہیں جن میں کل ۶۲ دروس ہیں۔ تیسری جلد سورۃ فاتحہ کی ہے اس میں ۴۳ دروس ہیں یہ بھی طبع ہوکر مارکیٹ میں آگئی ہے۔ سورۃ بقرہ کی ہر جلد کو ۳۰ دروس پر مشتمل کیا ہے تو یوں کل ۱۳ جلدیں بنتی ہیں۔ ہر جلد تقریباً ۴۰۰ سو صفحات کی بنتی ہے جبکہ سورۃ بقرہ کے صرف چار رکوع پر دروس بیان فرمائے۔

خطبات افغانیؒ :- یہ حضرت افغانیؒ کی تقاریر کا مجموعہ ہے جو آپؒ نے اپنے قیام بہاولپور کے دوران بیان فرمائی تھیں۔ الحمدللہ یہ بھی قلمبند کرلی گئی تھیں۔ جلد اول تو طبع ہوچکی ہے باقی جلدوں کا مسودہ موجود ہے۔

مقالات افغانیؒ :- یہ کتاب حضرت علامہ افغانیؒ کے ان مقالات کا مجموعہ ہے جو یا تو کتابچوں کی صورت میں یا پھر جو مضامین مختلف رسائل میں چھپ چکے ہیں انہیں کتابی شکل دی گئی ہے اس کی جلد اول زیرطباعت ہے جس میں چھ مقالے ہیں انشاء اللہ العزیز چند دنوں میں طبع ہوکر مارکیٹ میں آجائے گی۔ ماشاء اللہ طبع ہوکر مارکیٹ میں آگئی ہے۔

اہم باب :- حضرتؒ کے بیان کردہ دروس کو کمپیوٹر پر کتابت کرایا گیا ہے۔ ہر درس کے صفحات کی تعداد برابر ہے۔ اگرچند منٹ زائد وقت لیا ہے تو ایک آدھ صفحہ بڑھ جاتا ہے۔

عظمت ، عظمت والوں کی نظر میں :- برکت کے طور پر سب سے پہلے حضرت شاہ خالد رحمۃ اللہ علیہ خادم الحرمین شریفین کا اسم گرامی بیان کرتا ہوں۔

حضرت شاہ خالدؒ خادم الحرمین شریفین :- حضرت علامہ افغانیؒ کو زندگی میں تین مرتبہ عربی زبان میں فی البدیہہ تقریر کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ (۱)۔ دارالعلوم دیوبند میں (۲) کوالالمپور کی اسلامی کانفرنس میں (۳) جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں عرب شریف کے قراء حضرات اور قاضی صاحبان تشریف لائے۔ اس موقعہ پر (حجیت حدیث) کے موضوع پر جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے حضرت شیخ الحدیثؒ نے بیان کرنا تھا مگر عین تقریر کرنے کے وقت سے پندرہ بیس منٹ

پہلے ان بزرگوں نے معذرت کرلی ۔ رئیس الجامعہ حامد حسن بلگرامی صاحب گھبرائے ہوئے حضرت افغانیؒ کے کمرے میں آئے صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضرت افغانیؒ نے بخوشی بیان کرنا قبول کیا اور معاً حال کی جانب تقریر کرنے کیلئے چل دیئے۔(یہاں کسی عالم کی شان میں کمی کرنا میرا مقصود نہیں مگر ایک واقعہ ہے جس کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا) ۔ تقریر شروع ہوئی بیان سنکر متحدہ عرب کے قراء حضرات خصوصاً مکۃ المکرمہ کے قاضی صاحب بار بار آواز بلند ۔ مرحبا یا شیخ افغانیؒ ۔ کہتے رہے اور تقریر کے بعد حضرتؒ سے والہانہ انداز میں مصافحہ کیا اور حضرت افغانیؒ کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔

جب مکۃ المکرمہ کے قاضی صاحب نے حضرت افغانیؒ کی قابلیت کا ذکر شاہ خالدؒ سے کیا تو آپؒ نے حضرت افغانیؒ کو مدینہ یونیورسٹی میں تعلیمی خدمات سرانجام دینے کی دعوت دی جس سے آپؒ نے کبر سنی کی وجہ سے معذرت کرلی ۔ حضرت شاہ خالدؒ نے حضرت افغانیؒ سے بلا-سود بنکاری نظام مانگا جو انہیں پسند آیا غالباً الفیصل نامی بنک کے نام سے سعودیہ میں وہ نظام جاری کیا گیا ہے جو ماشاء اللہ کامیاب جارہا ہے ۔

(۲) ۔ امام العصر حضرت سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ :- جب آپؒ کو نزع کی حالت طاری ہوئی تو علماء کرام رونے لگے آپؒ نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹاکر فرمایا تم لوگ کیوں روتے ہو ؟ عرض کی گئی کہ ایک عالم دین کی جدائی سے ۔ فرمایا کیا میں تم میں (افغانیؒ) نہیں چھوڑے جارہا ۔ راوی حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، نور اللہ مرقدہ ۔

(۳) ۔ ابن الانور حضرت علامہ محمد انظر شاہ کشمیری دامت برکاتھم (دیوبند) :- میرے عریضے کے جواب میں لکھتے ہیں ۔ تمھارا خط پہنچا تم نے بھی کمال کردیا ۔ حسن ظن کی بھی ایک حد ہوتی ہے اور پھر مجھ ایسے بے بضاعت وکوتاہ قلم سے حضرت علامہ افغانیؒ کے تفسیری افادات پر (تحدیۃ الکتاب) لکھنے کی فرمائش ایک زنگی کو رومی قرار دینے کے مترادف ہے ۔ بھلا خاک نشیں ان شخصیتوں کے متعلق کیا لکھے جو آسمان علم پر مہر نیم روز بنکر چمکے اور جنکی رحلت اپنے پیچھے تاریکیاں چھوڑ گئی ۔

(۴) ۔ حضرت مولانا سلطان الحق القاسمیؒ :- یہ بزرگ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ کے ناظم تھے اور دارالعلوم دیوبند کی ستر سالہ تاریخ کے امین تھے اور اپنے فہم وذکاء کی بناء پر اشخاص و رجال کی علمی دسترس پر بھرپور نظر رکھتے ۔ بارہا ان سے سنا کہ حضرت افغانیؒ ان عبقری اشخاص میں تھے جنہیں طلبہ کے بجائے اساتذہ کے استفادہ کیلئے مامور کرنا چاہیئے تھا ۔ (حضرت علامہ محمد انظر شاہ المسعودی دامت برکاتھم ۔

(۵)۔ حضرت شیخ مدنی نوراللہ مرقدہ :- حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ودیگر علماء کرام دارالعلوم دیوبند میں یہ بحث کررہے تھے کہ کتاب (خلاصۃ الحساب) پڑھانے کیلئے کس استاد صاحب کو دیجائے ۔ اتنے میں شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے فرمایا کہ یہ کتاب کماحقہ یا میں پڑھاسکتا ہوں یا پھر حضرت افغانیؒ پڑھاسکتے ہیں لیکن ہم دونوں مصروف ہیں آگے آپکی مرضی ۔

(۶)۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیراحمد عثمانیؒ :- آپؒ جب تحریک قیام پاکستان کیلئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت افغانیؒ کے کمرے میں تشریف لائے اور حضرت افغانیؒ کے کندھے سے پکڑ کر فرمایا کہ اٹھو میری مسند پر بیٹھ کر میرے اسباق پڑھاؤ میں تحریک میں کام کرنے کیلئے جارہاہوں ۔

(۷)۔ حضرت علامہ سید بنوریؒ :- ایک مجلس میں بمقام قاسم العلوم ملتان حضرت افغانیؒ کی جانب متوجہ ہوکر فرماتے ہیں :

" لست عالماً اوباکستانیاً بل انت ملک انزل اللہ تعالیٰ من السماء لاصلاحنا " ۔

(۸)۔ حضرت علامہ سید عطاء المنعم شاہ بخاریؒ :- آپؒ نے میرے سوال کے جواب میں یا عبدالغنی ، اگر اس شخص (علامہ افغانیؒ) کی عمر سوسال ہو اور سوعالم بھی ان کے پاس بٹھادیئے جائیں تو بھی آپؒ قرآن شریف کی تفسیر مکمل نہیں کرسکتے ۔ بس ان سے تو برکت کے طور پر قرآن شریف کا لفظی ترجمہ کرالیا جائے ۔

(۹)۔ حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ :- آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دس سال حضرت افغانیؒ سے علم حاصل کیا ہے اور تقریباً پچاس سال پڑھاچکاہوں اگر اب بھی حضرت افغانیؒ سے دس سال مزید علم حاصل کروں تو حضرتؒ کے علم کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں کرسکتا ۔

(۱۰)۔ حضرت مفتی محمد حسن صاحب نوراللہ مرقدہ :- جامعہ اشرفیہ لاہور کے سالانہ جلسے پر جب حضرت افغانیؒ اپنی تقریر سے فارغ ہوکر رخصت طلب کرتے تو حضرت مفتی صاحبؒ فرماتے افغانی صاحب آپ کا درس قرآن سنے بغیر آپکو چھٹی نہیں مل سکتی تو دوسرے دن نماز فجر کے بعد درس سن کر رخصت عطافرماتے ۔

(۱۱)۔ حضرت مولانا رسول خان صاحب :- آپ مدرسہ کے سالانہ جلسے کے موقع پر جب علماء کرام کی مجلس ہوتی تو حضرت افغانیؒ سے سوالات فرماتے ۔ جواب سن کر فرماتے افغانی صاحبؒ ! آپکے آنے سے علمی استفادہ ہوتا ہے ۔

(۱۲)۔ حضرت مولانا محمد علی مرحومؒ :- یہ میرے والد بزرگوار ہیں جب آپؒ حضرت تھانویؒ کی خدمت میں تھانہ بھون جاتے تھے تو ان دنوں اتفاق سے حضرت افغانیؒ بھی حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے ۔ علمی گفتگو ہوتی ۔ تو میرے حضرت والد صاحبؒ فرماتے کہ صاحبان حضرت تھانویؒ بہت بڑے عالم ہیں مگر ان کی صحبتؒ میں ایک افغانیؒ عالم سید شمس الحق آتے ہیں جو دیگر نوعیت کے عالم ہیں ۔ یہ شخص مٹی کو سونا ثابت کر سکتے ہیں ۔

(۱۳)۔ شیخ التفسیر حضرت علامہ عبدالغنی جاجرویؒ :- کوئٹہ سے حضرت مولانا عبدالمالک شاہ صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ حضرت افغانیؒ کے علم بے پایاں اور ذہانت خداداد کے بڑے بڑے جبال علم معترف تھے اور ہیں ۔ (حضرت علامہ عبدالغنی جاجرویؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے فرصت ہوتی تو میں علامہ افغانیؒ سے جاکر تفسیر پڑھتا) ۔

(۱۴)۔ حضرات علماء کرام دارالعلوم دیو بند:- حضرت افغانیؒ کی وفات کے موقعہ پر دارالعلوم دیو بند میں تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا ۔ وہاں حضرات علماء کرام نے بالاتفاق بیان دیا (کہ ہم مطمئن تھے کہ حضرت افغانیؒ حیات ہیں مگر اب ہمیں فکرلاحق ہوگئی ہے کہ اگر عالم اسلام کو کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو اس کا حل کہاں سے لیں گے) ۔

(۱۵)۔ حضرت علامہ سید شمس الحق افغانیؒ :- ایک دن حسب معمول میں حضرت جیؒ کے پاؤں دبارہا تھا آپؒ نے فرمایا عبدالغنی ! (ہم الحمدللہ ہمیشہ مطلوب رہے ہیں طالب نہیں رہے) ۔

(۱۶)۔ حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم :- حضرت شاہ صاحب مدظلہم کی مجلس میں ایک کتب خانے والے صاحب نے حضرت افغانیؒ کی کتاب (خطبات افغانیؒ) دیکھ کر کہا کہ یہ خطبات فروخت نہیں ہوتیں ۔ اس پر حضرت شاہ صاحب دامت براکاتہم نے فرمایا میاں ! یہ وہ خطبات نہیں جو تم سمجھے بیٹھے ہو یہ وہ خطبات ہیں جن پر سے علماء آگے بیان کریں گے اور تصانیف کریں گے ۔ تم سمجھے ہو کہ یہ بارہ مہینے والے خطبے ہیں ۔

(۱۷)۔ حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہم (برطانیہ) :- حضرت علامہ افغانیؒ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں : " وما کان قیس هلکه هلک واحد ولکنه بنیان قوم تهدما " قیس کی موت فرد واحد کی موت نہ تھی بلکہ وہ تو قوم کی بنیاد تھی جو منہدم ہوگئی ۔

قارئین کرام :- ہمارے تمام اکابر صاحب عظمت ہستیاں ہیں صرف اختصار کیوجہ سے چند ایک پر اکتفاء کیا گیا ہے ۔